۱۲۶ واں باب

ملتِ ابراہیمی کی تعمیرِ نو

سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃ [آیت ۱۵۳ تا ۱۶۳]

۷۴ جلد ہی جاں نذر کرنے کے دن آنے والے ہیں

۷۶ نماز سے استعانت

۷۶ صبر سے استعانت

۷۶ شہادت کا اعزاز

۷۷ حرم کعبہ ابراہیم علیہ السلام کے جائز وارثوں کو ملنے والا ہے

۷۸ یہود اپنی روش سے باز آجائیں، حق کو نہ چھپائیں

۱۲۶واں باب

ملتِ ابراہیمی کی تعمیرِ نو

سُوۡرَةُ الۡبَقَرَة [آیات ۱۵۳ تا ۱۶۳]

جلد ہی جاں نذر کرنے کے دن آنے والے ہیں

تحویلِ قبلہ کی آیات کے فوراً بعد، بالکل متصل [بغیر کسی وقفے کے] اگلی پانچ آیات ۱۵۳ تا ۱۵۷ کا مطالعہ ایسا احساس پیدا کرتا ہے کہ گویا یہ کسی ایسی جنگی مہم پر یا دشمن کے مسلط کردہ محاصرے اور شدید حالات میں نازل ہوئی ہوں جب صبر کے ساتھ جانوں کے نذرانے دینے پڑ رہے ہوں، مصیبتوں پر مصیبتیں آ رہی ہوں اور فاقہ مستی ہو، اموال و جائدادیں تباہ ہو رہی ہوں یا کساد بازاری کا شکار ہوں۔ ہم جانتے ہیں کہ جس وقت قبلے کی تبدیلی کے احکامات آئے ہیں بظاہر ایسی کوئی صورت نہیں تھی سِوائے اس کے کہ قریش کے ساتھ ایک یقینی جنگ کا احساس ضرور تھا۔ آیات پر گفتگو سے قبل اِن کی تلاوت فرمالیں کہ ڈیڑھ ہزار برس سے اہلِ ایمان کو اِن آیات کی تلاوت سے ایمان میں جو بالیدگی ملتی ہے، اُس ایمان ہی سے اِن آیات کا فہم حاصل ہوتا ہے!

يَآيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَعِيۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَ الصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيۡنَ ﴿۱۵۳﴾ وَ لَا تَقُوۡلُوۡا لِمَنۡ يُّقۡتَلُ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اَمۡوَاتٌ ؕ بَلۡ اَحۡيَآءٌ وَّ لٰكِنۡ لَّا تَشۡعُرُوۡنَ ﴿۱۵۴﴾ وَ لَنَبۡلُوَنَّكُمۡ بِشَىۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ وَ الۡجُوۡعِ وَ نَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ وَ الۡاَنۡفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ ؕ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيۡنَ ۙ ﴿۱۵۵﴾ الَّذِيۡنَ اِذَآ اَصَابَتۡهُمۡ مُّصِيۡبَةٌ ۙ قَالُوۡٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ ؕ ﴿۱۵۶﴾

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، صبر اور نماز سے مدد چاہو۔ یقین جانو کہ ضبط و تحمّل و ثابت قدمی [یعنی صبر] سے چلنے والوں کا اللہ ساتھ دیتا ہے ○ پس اللہ کی راہ میں جو لوگ موت سے ہم کنار ہو جائیں انھیں مُردہ نہ کہا جائے، حقیقت یہ ہے کہ ایسے لوگ جیتے ہیں مگر تم قطعاً نہیں جانتے ○ اور ہم ضرور بالضرور ایک حد تک تمھاری آزمایش کریں گے۔ خوف، فاقہ کشی، جان و مال اور فصلوں کی کمی کے نقصانات سے آزمائے جاؤ گے پھر تم میں سے جو لوگ صبر [ضبط و تحمّل و ثابت قدمی] سے ان حالات کا مقابلہ کریں گے انھیں خوشخبری ہو کہ جب بھی کوئی مصیبت پڑی تو اُنھوں نے یوں ہی کہا کہ بلا شبہ ہم اللہ ہی کے ہیں اور اللہ ہی کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔

أُولَٰٓئِكَ عَلَيۡهِمۡ صَلَوٰتٞ مِّن رَّبِّهِمۡ وَ رَحۡمَةٞۖ وَأُولَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡمُهۡتَدُونَ ﴿١٥٧﴾	ایسے لوگوں پر ان کے رب کی طرف سے بڑی عنایتیں اور رحمت ہوگی، ایسے ہی لوگ ہدایت یاب وکامیاب ہیں ○

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، دنیا کی امامت ورہ نمائی پر قائم رہنا کوئی آسان کام نہیں، صبر اور نماز سے مدد چاہو۔ یقین جانو کہ اعلائے کلمۃ اللہ کی راہِ پُرمشکلات میں ضبط و تحمّل وثابت قدمی [یعنی صبر] سے چلنے والوں کا اللہ ساتھ دیتا ہے ○ پس اللہ کے دین کی سربلندی کی اِس راہ میں دورانِ جنگ و قتال جو لوگ موت سے ہم کنار ہوجائیں، اُن کی عزت و تکریم کا تقاضا ہے کہ انھیں مُردہ نہ کہا جائے، حقیقت یہ ہے کہ ایسے لوگ ایک ایسی زندگی پاکر جیتے ہیں جس کی حقیقت کو تم قطعاً نہیں جانتے ○ اور پُرمشکلات راہِ ایمان پر چلنے والو سنو، ہم ضرور بالضرور ایک حد تک تمھاری آزمائش کریں گے۔ چنانچہ دشمن کے خوف، فاقہ کشی، جان ومال اور فصلوں کی کمی کے نقصانات سے آزمائے جاؤ گے پھر تم میں سے جو لوگ صبر [ضبط و تحمّل وثابت قدمی] سے ان حالات کا مقابلہ کریں گے انھیں خوشخبری ہو کہ جب بھی کوئی مصیبت پڑی تو اُنھوں نے یوں ہی کہا کہ بلاشبہ ہم اللہ ہی کے ہیں اور اللہ ہی کی طرف پلٹ کر جانا ہے، ایسے لوگوں پر ان کے رب کی طرف سے بڑی عنایتیں اور رحمت ہوگی، ایسے ہی لوگ دنیا اور آخرت میں ہدایت یاب وکامیاب ہیں ○

چند لمحوں کے لیے چشمِ تصور میں ہجرت کے پہلے برس تحویل قبلہ کے موقع پر ذرا مدینے میں آجایئے، لوگ یقینی طور پر جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں اللہ جانتا ہے کہ قریش ایک جنگ کے لیے کسی بھی بہانے کی تلاش میں ہیں اور وہ جنگ بس کسی آن بظاہر بے سبب اللہ کے حکم سے چھڑ جائے گی۔ ظاہر ہے جب اللہ کے رسول اور دانائی کے مالک اُس کے زیرک وہشیار جاں نثار رفقائے کار نے اِن آیات کو سُنا ہوگا تو سمجھ گئے ہوں گے کہ اللہ اُنھیں میدانِ جنگ میں بلا رہا ہے۔ الفاظ [لِمَنۡ يُّقۡتَلُ فِيۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اَمۡوَاتٌ] کہہ رہے ہیں کہ ایمان کی راہ آسان نہیں ہے آنے والے دنوں میں دشمن کے خوف، فاقہ کشی، جان ومال اور فصلوں کی کمی کے نقصانات سے سابقہ پیش آسکتا ہے۔ قرآن مجید کی جانب سے اس تذکرے نے آنے والے اوقات کا نقشہ کھینچ دیا، یہی وجہ ہے کہ چند ہی ہفتوں بعد جب مکے سے لشکر مدینے پر حملے کے لیے نکلا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے صحابہ سے اُن کی آزمائش کے لیے پوچھا کہ تجارتی قافلے اور لشکر، کس کی جانب چلنا چاہتے ہو؟ تو مومنین صادقین نے یک زبان لشکر سے مقابلے کو بہتر جانا، جب کہ کمزور ایمان والے ڈر گئے، تاہم بدر میں شرکت اور رسول اللہ کی تربیت میں رہ کر اُن کے ایمان نے بھی بالیدگی حاصل کرلی۔

نماز سے استعانت:

پلٹ کر آیہ مبارکہ پر نظر ڈال لیجیے [يَآيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اسْتَعِينُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ]، پہلی ہدایت یہ دی جارہی ہے کہ صبر اور نماز سے آنے والے متوقع ہنگامی حالات کا مقابلہ کرنا ہے، نماز تو اللہ سے تعلق و گفتگو کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ ظاہر ہے کہ یہاں محض نماز پنج گانہ مُراد نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ مزید تہجد اور بیش از بیش نوافل مُراد ہیں و گرنہ پنج گانہ تو حالت امن و سکون میں بھی اللہ کو یاد رکھنے کا سب سے بڑا اور لازمی وسیلہ ہے، اگر مسلمان رہنا اور مرنا ہے تو یہ پنج گانہ نماز تو پڑھنی ہی پڑھنی ہے۔ مگر جب جنگ درپیش ہو تو ہنگامی حالات میں ہاٹ لائن پر اللہ سے رابطے کا وہ ذریعہ جسے میدانِ بدر میں جنگ سے قبل والی رات میں رو رو کر دعائیں مانگتے استعمال کیا گیا وہ یہی نماز تھی۔

صبر سے استعانت

جنگ اور مصیبتوں میں بے صبروں پر اللہ کی استعانت نہیں آتی کہ بے صبری اور حرفِ شکایت اللہ پر بے اعتمادی کا اظہار ہے، جو بے صبرا ہے وہ مردِ مومن نہیں ہے۔ استعانت کے لیے صبر کی پہلی نشانی یہ ہے کہ دل و دماغ شدید ترین مصیبت میں ٹھکانے رہیں، کوئی بے چینی، زباں پر کوئی لفظِ شکایت اور دل میں کوئی گھبراہٹ نہ ہو، چہروں پر مسکراہٹ ہو جو دل کی گہرائیوں کے اندر تک اتری ہوئی ہو، اللہ کی جانب سے بہترین امیدوں کا دامن بندھا رہے۔ صبر سے مُراد دل کا قرار اور ہر حال میں راضی بہ رضائے الٰہی ہے، استقامت کے ساتھ ہر تکلیف و مصیبت میں ''آہ نہ کر لبوں کو سی'' والی کیفیت کو اختیار کرنا ہے۔ ساری جدوجہد اور کوشش کا انتہائی مقصود نتیجے (target) سے بے پرواہ ہو کر ٹارگٹ کے لیے جدوجہد اور کوشش کو ممکنہ اعلیٰ ترین معیار سے انجام دینے کا ریکارڈ قائم کرنا ہو، اور بس، بندہ جانتا ہے کہ نتیجہ تو اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

شہادت کا اعزاز

میدان جنگ میں دشمن سے لڑتے ہوئے صبر اور خوشی کے ساتھ جان دینا، پیچھے نہ ہٹنا، دنیا کی ساری افواج کے ہر فوجی سے مطلوب ہوتا ہے۔ جنگ میں لے جانے سے قبل اِس امر میں اُن کی تربیت کا خصوصی خیال رکھا جاتا ہے اور اُنھیں یقین دلایا جاتا ہے کہ اگر اپنی فوج کی، اپنے سالار کی، اپنے وطن کی لاج رکھی تو مارے بھی گئے تو کیا، مرے پیچھے تمھیں اعزازات، نشانات اور تمغوں ہی سے نہیں تمھارے بال بچوں اور لواحقین کو عزت و مرتبہ اور مال و دولت سے نوازا جائے گا، جو کہ زندگی میں بھی اس فوج میں نوکری کے معاوضے سے زیادہ ہو گا۔

جنگ تو تیار ہے اللہ اپنی فوج کے لیے، حزب اللہ کے لیے ایک بہت بڑے منصب اور تمغے کا اعلان کرنے والا

ہے کہ جس کی مثال دنیا کی کوئی سلطنت، بادشاہ اور سپہ سالار اپنی فوجوں کے لیے نہیں کر سکتے، اللہ تبارک و تعالیٰ نے جنگ میں جان دینے والے کے لیے سب سے بڑا یہ اعزاز عطا کیا اُسے باوجود قتل ہو جانے کے [لِمَنۡ يُّقۡتَلُ] کوئی قتل شدہ یعنی مردہ نہ کہے۔ بتایا گیا کہ اُن کو ایک ایسی شان دار زندگی دی گئی ہے جس کو ہم نہیں سمجھ سکتے [لَّا تَشۡعُرُوۡنَ]، زندگی کے حوالے سے ہمارے اپنے پیمانے اور روّیے ہیں، زندہ سانس لیتا اور کھاتا پیتا ہے اور اُس کا دل دھڑکتا ہے، زندہ کو ہم کبھی اپنے کاٹے ہوئے بالوں یا ناخنوں کی مانند بے جان نہیں جانتے، کسی جسم میں زندگی کی ذرا بھی رمق ہوتی ہے تو اُسے کبھی مردہ قرار دے کر منوں مٹی کے نیچے نہیں دفناتے۔ چنانچہ کفار کے ساتھ غلبہ دینِ حق کے لیے لڑی جانے والی جنگ کے میدان میں مارے جانے والے سپاہیوں کو اگرچہ وہ سرحدِ زندگی کو ہمارے پیمانوں کے مطابق پار کر جاتے ہیں، اور اس ہی لیے ہم اُنھیں دفنا بھی دیتے ہیں لیکن اُنھیں مردہ نہیں کہتے اس لیے کہ وہ ایک ایسی زندگی کو پا جاتے ہیں جس کا ہمیں شعور نہیں، اس لیے ہم اُنھیں ایسا زندہ بھی نہیں جانتے کہ جس زندگی کا ہمیں کوئی شعور ہے، اُنھیں کوئی زندگی ملی ہے جو ہمارے زندگی کے پیمانوں سے مختلف ہے، قرآن نے یہ بات ہر گز نہیں کہی کہ وہ ہماری طرح زندہ ہیں۔ وہ اللہ کے پاس برزخ میں ہم سے بہت زیادہ اچھی خوشی اور امن و سکون کی زندگی گزارتے ہیں، کیوں کہ جب کسی کو بھی موت آجاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں وَمِنۡ وَّرَآئِهِمۡ بَرۡزَخٌ اِلٰى يَوۡمِ يُبۡعَثُوۡنَ۔

شرک کے رسیا اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ وہ اُسی زندگی کو پا لیتے ہیں جس زندگی کو ہم جانتے ہیں تو یہ بات اچھی طرح جان لینی چاہیے کہ یہ خام خیالی اور قرآن کا انکار ہے کیوں کہ قرآن مجید تو کہتا ہے کہ وہ ایک ایسی زندگی کو پاتے ہیں جس کو کو ہم نہیں جان سکتے [لَّا تَشۡعُرُوۡنَ]۔ شہیدوں کو اسی دنیا میں زندہ مان کر پھر وہ نبیوں کے لیے پھر اپنے نام زد کیے ہوئے اولیا کے لیے اس زندگی کا اعلان کرتے ہیں اور پھر زندوں سے مشکل کشائی اور دست گیری کے لیے قبروں پر دہائی دیتے ہیں کہ وہ زندہ ہیں تو دعائیں بھی سنتے ہیں۔ مگر افسوس نہ اُن کے کانوں میں کوئی آواز جاتی ہے اور نہ قبر پر چڑھائی جانے والی نذر نیاز، چادریں اور سونے چاندی اور نوٹوں کے نذرانے اِن قبر کے باسیوں تک پہنچ پاتے ہیں وہ سب اِن مجاوروں کی جیب میں چلے جاتے ہیں۔

حرم کعبہ ابراہیم علیہ السلام کے جائز وارثوں کو واپس ملنے والا ہے

جنگ و قتال جب ہو گا تب ہو گا اور پھر مکہ اُس کے جائز وارثوں کو مل جائے گا! .... جنگ و قتال کا اشاروں میں تذکرہ کر کے اور شہیدوں کا مرتبہ بتانے کے بعد قرآن کو نازل کرنے والے معبود نے چاہا کہ غازیوں کے لیے فتح و نصرت کا تذکرہ ہو، وہ چشم تصور سے اپنے آپ کو کعبے کا طواف کرتا ہوا دیکھیں۔ اس وجہ سے

کہ صفا اور مروہ کی پہاڑیوں پر بت رکھے ہوئے تھے، اہلِ ایمان نے سوچا کہ کیا جب ہم حج کو جائیں گے تو کیا صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا مناسب ہوگا، کہا گیا:

اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآىِٕرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ؕ وَ مَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۵۸﴾

صفا اور مروہ تو اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ لہٰذا جو شخص بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے، اس کے لیے اِن دونوں پہاڑیوں کے درمیان دوڑنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور جو کوئی نیکی خوش دلی سے کرے گا اللہ کو اس کا علم ہے اور وہ اس کی قدر کرنے والا ہے ○

صفا اور مروہ تو اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ لہٰذا جو شخص بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے، اس کے لیے اِن دونوں پہاڑیوں کے درمیان دوڑنے میں [جیسے ابراہیم علیہ السلام کی بی بی ہاجرہؑ دوڑیں] کوئی حرج نہیں ہے اور جو کوئی نیکی، خوش دلی سے کرے گا اللہ کو اس کا علم ہے اور وہ اس کی قدر کرنے والا ہے ○

یہود اپنی روش سے باز آجائیں، حق کو نہ چھپائیں

بیت المقدس سے منہ پھیر کر مکے میں واقع بیت اللہ کی جانب منہ کر لینے نے یہود کو بھی مسلمانوں سے بغض اور حسد میں شدید تر کر دیا تھا، وہ اپنی کتابوں میں موجود آنے والے نبی کی بشارت اور نشانیوں کو چھپاتے جن کو اگر عوام کو بتا دیا جاتا تو وہ شاید ایمان لے آتے، ساتھ ہی اپنی پیٹ پوجا کے لیے اُن کے علماء، عام یہودیوں کو کتاب اللہ، تورات سے دور رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرتے تاکہ کتاب اور اُس کے علم پر اُن کی اجارہ داری برقرار رہے وہ اپنے مفادات کی خاطر من مانے طریقوں کے فتوے دیتے رہیں، اُنھیں شرک پر گامزن رکھیں، بدعات و خرافات، جادو ٹونے اور رسومات جاہلیہ جاری رہیں اُن کی عبادت گاہیں اور مدرسے آباد رہیں، یوں وہ لوگوں کو کتاب کے علم سے دور رکھ کر کو اپنی بندگی اور غلامی پر راضی رکھتے۔ کتاب کا علم کوئی حاصل کرنا چاہتا تو وہ اس کو اتنا مشکل بنا کر پیش کرتے کہ وہ اِن کے ایک خاص دائرے سے باہر چھپی ہی رہتی، کسی کو اس کے سمجھ کر پڑھنے کا نہ اہل جانتے اور نہ کسی دوسرے کے لیے اس کا حق تسلیم کرتے یوں اپنی بساط کی حد تک اُس کو چھپا کر رکھتے۔ قرآن یہود کی اِس روش پر کہتا ہے کہ جو لوگ ہماری نازل کی ہوئی واضح تعلیمات کو چھپاتے ہیں، یعنی کتمانِ حق کرتے ہیں ایسے نابکار لوگوں پر اللہ کی اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے۔ اِن صاحبان علم لوگوں پر یہ لعنت اس دنیا میں بھی ہے اور آخرت میں بھی، ہاں مگر جو توبہ کر لیں اور کتمانِ حق سے باز آجائیں، اپنی اصلاح کر لیں اور اپنی خطاؤں کا برملا اعلان کریں [تَابُوْا

وَ اَصۡلَحُوۡا وَ بَیَّنُوۡا] تاکہ اُن کے وعظ سُن کر اور اُن کے باطل فرمودات و مخطوطات پڑھ کر جو لوگ گم راہ ہوئے تھے جان لیں کہ یہ "بڑے بزرگ" اپنے گناہوں سے تائب ہوگئے ہیں، اب ہمیں بھی ہو جانا چاہیے۔ عام آدمی کے لیے اپنی خطاؤں سے توبہ کرنا اور اصلاح کر لینا، [تَابُوۡا وَ اَصۡلَحُوۡا] کافی ہوتا ہے مگر جن لوگوں نے دوسروں کو بھی گم راہ کیا ہو اُن کے لیے بَیَّنُوۡا بھی ضروری ہے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَکۡتُمُوۡنَ مَاۤ اَنۡزَلۡنَا مِنَ
الۡبَیِّنٰتِ وَ الۡہُدٰی مِنۡۢ بَعۡدِ مَا بَیَّنّٰہُ
لِلنَّاسِ فِی الۡکِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِکَ یَلۡعَنُہُمُ
اللّٰہُ وَ یَلۡعَنُہُمُ اللّٰعِنُوۡنَ ﴿۱۵۹﴾ اِلَّا
الَّذِیۡنَ تَابُوۡا وَ اَصۡلَحُوۡا وَ بَیَّنُوۡا
فَاُولٰٓئِکَ اَتُوۡبُ عَلَیۡہِمۡ ۚ وَ اَنَا
التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ ﴿۱۶۰﴾

جو ہماری نازل کی ہوئی واضح تعلیمات اور ہدایات کو چھپاتے ہیں، جب کہ ہم نے اُن امور کو سارے انسانوں کے لیے اپنی کتاب میں بالوضاحت بیان کیا تھا، یقیناً ان لوگوں پر اللہ کی اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے۔ البتہ جو توبہ کرلیں اور اصلاح کرلیں اور جو کچھ چھپاتے تھے اسے بیان کرنے لگیں تو میں اُن کی طرف پلٹ آؤں گا اور میں بڑا توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہوں ○

حاملینِ کتاب، مذہب کے علم برداروں میں سے ایسے لوگ لعنت کے مستحق ہیں، جو ہماری نازل کی ہوئی واضح تعلیمات اور ہدایات کو چھپاتے ہیں، جب کہ ہم نے اُن امور کو سارے انسانوں کے لیے اپنی کتاب میں بالوضاحت بیان کیا تھا، یقیناً ان لوگوں پر اللہ کی اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے۔ البتہ جو توبہ کرلیں اور اصلاح کرلیں اور اعلانیہ اعترافِ جرم کے ساتھ جو کچھ حق کو چھپاتے تھے اسے بیان کرنے لگیں تو میں اُن کی طرف رحمت سے پلٹ آؤں گا اور میں بڑا توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہوں ○

یہود کو خصوصاً اُن کے علماء کو وارننگ دی جا رہی ہے کہ اگر اسی کفر پر مر گئے تو مارے گئے!

اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَ مَاتُوۡا وَ ہُمۡ کُفَّارٌ
اُولٰٓئِکَ عَلَیۡہِمۡ لَعۡنَۃُ اللّٰہِ وَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ وَ
النَّاسِ اَجۡمَعِیۡنَ ﴿۱۶۱﴾ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا ۚ لَا
یُخَفَّفُ عَنۡہُمُ الۡعَذَابُ وَ لَا ہُمۡ
یُنۡظَرُوۡنَ ﴿۱۶۲﴾ وَ اِلٰـہُکُمۡ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ۚ لَاۤ
اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِیۡمُ ﴿۱۶۳﴾ ١٩٦ ١٩٦

جو لوگ انکار کر رہے ہیں اور اِسی انکار پر ہی مر جائیں تو ان پر اللہ کی فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ اسی حالت میں وہ ہمیشہ رہیں گے، نہ ان کی سزا میں کوئی رعایت ہوگی اور نہ انھیں کوئی مہلت ملے گی۔ تمھارا اللہ ایک ہی اللہ ہے، اُس کے سوا کوئی اللہ نہیں وہ سراپا رحمت اور شفیق ہے ○

اپنے کفر پر متنبہ اور نادم ہو کر پلٹ آنے والوں کے بر خلاف جو لوگ محمدؐ کی پیش کردہ دعوتِ اسلام کا انکار کر رہے ہیں اور اِسی انکار پر ہی مر جائیں تو ان پر اللہ کی فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ دوزخ میں اسی حالت میں وہ ہمیشہ رہیں گے، نہ ان کی سزا میں کوئی رعایت ہو گی اور نہ انھیں اصلاح و توبہ کے لیے کوئی مہلت ملے گی۔ تمھارا اللہ ایک ہی اللہ ہے، اُس کے سوا کوئی الہ نہیں وہ سراپا رحمت اور شفیق و کریم ہے ۱۶۳

یاد رہے کہ تحویلِ قبلہ ایک دودھاری تلوار تھی جس نے بیک وقت قریش اور یہود کو تہہ تیغ کیا تھا۔اس تبدیلی نے یہود کو اُن کے اِس خیالِ خام سے یک سر مایوس کر دیا ہے کہ مسلمان جو توحید، آخرت، تورات کو مانتے ہیں اور اُن کا قبلہ بھی بیت المقدس ہے کبھی نہ کبھی اُن سے آملیں گے، آج نہیں تو کل، محمد [ﷺ] کو راہ سے ہٹانے کے بعد مگر افسوس! قبلے کی تبدیلی نے اِن کی خوش فہمیوں کو دھو دیا اور وہ جان گئے کہ یہ وہی نبی موعود ہے جس کی خبر اُنھیں دی گئی تھی اور اب بنو اسرائیل سے امامت و نبوت چھین لی گئی ہے۔

اسی طرح قریش کا یہ خیالِ خام بھی باطل ہو گیا کہ قبائلی حفاظت کے حصار اور وطن سے دور، نامانوس آب و ہوا میں محمد [ﷺ] کا لگایا ہوا توحید کا پودا اپنی موت آپ مر جائے گا، کون ایک غیر ملکی اجنبی کی خاطر ہماری دشمنی مول لے کر سارے عرب کو اپنا دشمن بنائے گا مگر جب رسول اللہ کا مدینے میں زبردست استقبال سُنا اور اُن کے سربراہِ مملکت بننے کی خبریں ملیں تو اُن کے سارے بُرے ارمانوں پر اوس پڑ گئی، اِس خبر نے تو اُن کی جان نکال لی کہ اب قبلہ بھی ہمارے شہر میں تعمیر، بیت اللہ کو بنا لیا گیا ہے گویا اب مسلمان حرمِ کعبہ پر، اپنا حق جتا رہے ہیں۔ وہ جان گئے کہ آج نہیں تو کل مسلمان ضرور مکے پر چڑھائی کر کے سارے حرم پر، اُن کے شہر پر قبضہ کرنے کی کوشش کریں گے۔ اُنھوں نے یہ طے کر لیا کہ مدینے کی اینٹ سے اینٹ بجانی ہے، سارے قریش نے پیسہ جمع کر کے ایک بہت بڑا تجارتی قافلہ بھیجا ہی اُس کی آمدنی سے جنگ کی مالی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے تھا۔

تحویلِ قبلہ اور اُس کے نتیجے میں قریش و یہود کی بدحواسیوں اور مدینے کی ریاست اور اُس کے سربراہ کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے منصوبوں کے خلاف جنگ کے لیے مومنین کی جذباتی اور ایمانی تربیت کے اِن قرآنی اشارات کے بعد جو گزشتہ آیات میں آپ نے مطالعہ کیے واضح طور پر قتال کے حکم کی آیات کی توقع کی جاسکتی تھی مگر محمدؐ کے رب نے نظریاتی تربیت اور تعمیر سیرت اور تزکیے کو مقدم جانا چنانچہ جنگ و قتال کے موضوع کو یہاں تشنہ تکمیل چھوڑ کر ایمان و عقائد اور احکامات و قوانین معاشرت کو بیان کرتی ۲۹ آیات آرہی ہیں، جس کے بعد اسی موضوع کی جانب قرآن مجید دوبارہ پھر مڑ جائے گا تا کہ حق غالب آجائے اور باطل مٹ جائے۔

☆☆☆☆☆